امامیہ مشن لکھنؤ کی گیارہویں دینی خدمت

اِمامتِ ائمۂ اثنا عشر و قرآن

از قلم حقیقت رقم

حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر دام ظلہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

(ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ)

گذارش حال

یہ رسالہ جو امامیہ مشن کے سلسلۂ تبلیغ کا گیارہواں نمبر ہے حقیقۃً ایک سوال کا جواب ہے جو بعض ارباب اہب کی طرف سے بھیجا گیا تھا اور حضرت سید العلماء دام ظلہ نے اس کا جواب تحریر فرما کر روانہ کر دیا لیکن چونکہ یہ سوال ایسا ہے جو فرقہ امامیہ اثنا عشریہ کے اصول مذہبی کے متعلق مختلف حلقوں میں اہمیت کیساتھ اٹھایا جایا کرتا ہے اسلئے ہم نے جناب موصوف سے اس سوال و جواب کی نقل حاصل کرکے بطور رسالہ شایع کرنا ضروری سمجھا۔ اُمید ہے کہ حضرات مومنین اس رسالہ کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں خرید فرما کر غیر مذاہب میں مفت تقسیم فرمائینگے اور عام اہل مذاہب سے اُمید ہے کہ وہ اس کو صبر و سکون کے ساتھ انصاف و رواداری کی نظر سے ملاحظہ کرینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسن سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنؤ

ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ھ

امامت ائمۂ اثنا عشر اور وجود حجت منتظر کا قرآن سے ثبوت
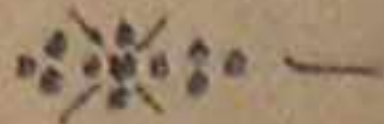
(سوال) قرآن سے اماموں کی تعداد بارہ ثابت فرمائیے اور امام حجت جناب آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود قرآن سے ثابت فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ

سوال مذکورۂ بالا کے جواب کیلئے حسب ذیل امور پر کامل صبر و سکون اور دیانتداری وانصاف کیساتھ نظر ڈالنا چاہیئے۔

(۱)

قرآن مجید کا طرز بیان

جہانتک قرآن مجید کے طرز بیان پر نظر ڈالی جاتی ہے اُس نے اکثر امور کو نظائر کے تحت میں ظاہر فرمایا ہے اور اہل عقل کے عقول کو اُن نظائر سے نتیجہ نکالنے کی دعوت دی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) یضرب اللہ الامثال للناس لعلھم
یتذکرون۔

(۲) ولقد صرّفنا للناس فی ھٰذا
القراٰن من کل مثل فابٰی اکثر
النّاس الّا کفورا۔

(۳) ولقد ضربنا للنّاس فی ھٰذا
القراٰن من کل مثل۔

(۴) ولقد انزلنا الیکم اٰیاتٍ مبیّنات
ومثلاً من الّذین خلوا من قبلکم
وموعظۃً للمتقین۔

(۵) ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلا ما
بعوضۃ فما فوقھا فامّا الّذین
اٰمنوا فیعلمون انہ الحق من ربھم
واما الّذین کفروا فیقولون ماذا
اراد اللہ بھٰذا مثلا یضل بہ کثیرا
ویھدی بہ کثیرا وما یضل بہ
الا الفاسقین الّذین ینقضون

خداوند عالم نظائر پیش کرتا ہی لوگون کیلئے
تاکہ وہ اسکو یادداشت کے طور پر محفوظ رکھیں۔

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہر بات
کے نظائر پیش کئے ہین لیکن اکثر لوگون نے
(انکے نتائج سے) کفر اختیار کئے بغیر نہ مانا"

"ہم نے لوگون کیلئے اس قرآن مین ہر قسم
کی نظیر پیش کی ہی"

"ہمنے تم لوگون کی جانب کھلی ہوئی واضح
نشانیان اور سابقہ امتون کے نظائر اور
متقین کیلئے موعظہ کی باتین نازل کی ہین"

"خدا کو نظیر کے موقع پر اگر ضرورت ہو تو معمولی سے
معمولی چیز مثلاً مچھر اور اس سے بھی چھوٹے جانور
کی نظیر پیش کرنے مین کوئی باک نہین ہی۔
بیشک جو لوگ ایمان لائے ہوئے ہین وہ سمجھتے ہین
کہ اسکے تحت مین کوئی حقیقت ہی جو خدا کی
طرف سے پیش کی جارہی ہی اور جو لوگ کفر اختیار
کئے ہوئے ہین وہ تجاہل کے طور پر یہ کہتے ہین

عہد اللّٰہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللّٰہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون

کہ آخر اس میں کس بات کی نظیر پیش کرنا منظور ہے؟ اس سے بہت لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت لوگ راستہ پر آجاتے ہیں اور گمراہ تو وہی ہوتے ہیں جو خدا کی نافرمانی کرنیوالے ہوں، جو خدا کے عہد اور قرارداد کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑتا چاہیں اور جن روابط کے خدا نے قائم ہونے کا حکم دیا ہے انہیں درہم برہم کریں اور زمین میں فتنہ و فساد اٹھائیں یہی لوگ آخر میں نقصان اٹھانے والے ثابت ہوں گے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کے اندر جو واقعات بیان کئے ہیں وہ صرف قصہ کہانی کی حیثیت نہیں رکھتے بلکہ ان سے نظیر قائم کرنا منظور ہے جس سے لوگوں کو کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی منظور ہوتی ہے۔

(۲)

انبیائے سالقین کے واقعات اور ان کا مقصد

قرآن مجید نے انبیائے سالقین کے واقعات اور امم ماضیہ کے حالات درج کئے ہیں، ظاہری صورت سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے تاریخی معلومات میں وسعت پیدا کرنے یا کتاب کے غیر معمولی طور پر خشک ہو نیکے بجائے دلچسپ اور جاذب نظر بنانے یا ناظرین کے تفریح قلب کیلئے ان واقعات کا تذکرہ کر دیا ہے لیکن یہ تمام امور اس معیار اہمیت سے انتہائی درجہ پست ہیں جو قرآن ایسی قانونی کتاب میں کسی امر کے تذکرہ کا باعث ہوں، اس نے صاف طور پر

بتلایا ہی کہ سابقہ واقعات کا تذکرہ اُس مین صرف مثال کے طور پر اس امت کے سبق حاصل کرنے کیلیئے ہی اور اُن مین سی ہر واقعہ سے اس امت کو کوئی نتیجہ حاصل کرنا چاہیئے اور صرف اس کو ایک گزشتہ واقعہ کی حیثیت سے نہ دیکھنا چاہیئے۔ ارشاد ہوتا ہی فاقصص القصص لعلهم يتفكرون " انکے سامنے واقعات و حالات کا تذکرہ کرو تاکہ یہ ان کے نتائج مین غور کرین۔ لقد كان في قصصهم عبرة لاولي الالباب "ان لوگون کے قصون مین صاحبان عقل کیلئے سبق ہین" وکلا نقص علیك من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك وجاءك في هذه الحق وموعظة وذكرى للمومنين "ہر ایک بات جو انبیاء کے واقعات مین سے ہم تمھارے سامنے پیش کرتے ہین وہ ایسی ہی ہی کہ جس کے ذریعے سے تمھارے دل کو اطمینان حاصل ہو اور اسی کے ذیل مین تمھاری جانب حق کی تبلیغ ہوتی ہی اور مومنین کے سامنے درس نصیحت اور یاددہانی پیش کیجاتی ہین۔

(۳)

رسالتمآب مثیل حضرت موسیٰ تھے

توریت و انجیل اور قرآن کی مطابقت

توریت کتاب استثناء مین کہ جہان حضرت موسیٰ کی وہ تقریر درج ہی جو انھون نے عبر اردن کے جنگل مین چالیسوین برس کے گیارھوین مہینہ کی پہلی تاریخ تمام قوم

اسرائیل کو جمع کر کے کی تھی باب ۱۸ آیت ۱۵ تا ۲۰ مین ہی۔
(اے قوم اسرائیل) خداوند تیرا خدا تیرے درمیان سے تیرے بھائیون مین سے
میرے مانند ایک نبی برپا کریگا تم اُسکی طرف کان لگانا، جیسا کہ تم لوگون نے حوریب
مین اجتماع کے دن خدا سے دعا کی تھی، خدا نے مجھ سے فرمایا کہ ان لوگون نے باتین بہت
اچھی کہین۔ مین انکے لئے ان کے بھائیون مین سے تمھارا ایسا ایک نبی برپا کردن گا اور
اپنا کلام اسکے مونھ مین ڈالون گا اور جو کچھ مین اُسے فرماؤن گا وہ سب اُن سے کہیگا اور
ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتون کو جنھین وہ میرا نام لیکے کہیگا نہ سنیگا تو مین اُس سے
مطالبہ کردن گا لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات جو مین نے اُس سے نہین کہی
میرے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے"۔
اس مین ایک ایسے نبی کی خبر دی گئی ہی جو موسیٰ کے مانند ہو، یہ نبی جس کی خبر دی گئی
تھی مسیح کے علاوہ تھا اس کا ثبوت انجیل یوحنا باب ۱ آیت ۱۹۔۲۶ سے ملاحظہ ہو۔
"یہ یوحنا کی گواہی ہی جب یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بھیجا
تھا کہ اس سے پوچھین تو کون ہی تو اُس نے اعتراف کیا اور بغیر کسی انکار کے اقرار کیا کہ مین
مسیح نہین ہون، انھون نے پوچھا کہ پھر تو کیا ہی؟ ایلیا ہی؟ اُس نے کہا ایلیا بھی مین
نہین ہون۔ اچھا تو وہ نبی ہی؟ اُس نے جواب دیا نہین انھون نے کہا تو کون ہی تاکہ
ہم انھین جنھون نے ہمکو بھیجا ہی جواب دین؟ تو اپنے حق مین کیا کہتا ہی؟ اُس نے کہا
مین جنگل مین پکارنے والے کی آواز ہون کہ خداوند کی راہ کو سیدھا کردن جیسا کہ شعیا

نبی نے کہا ہی، یہ لوگ جو (گفتگو کے لئے) بھیجے گئے فریسین مین سے تھے، اُنھون نے
پوچھا اور کہا اگر تو مسیح نہین ہی اور نہ ایلیا ہی اور نہ وہ نبی ہی تو پھر بپتسما کیون دیتا
یوحنا نے جواب دیا کہ مین پانی سے بپتسما دیتا ہون لیکن تمھارے درمیان کھڑا ہی ایک
ایسا شخص جس کو تم نہین جانتے ہو۔ وہ جو میرے بعد آنیوالا ہی لیکن مجھ سے مقدم
ہوا ہی جس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے لائق نہین ہون نہی ہی"۔

اس سے صاف ظاہر ہی کہ اہل کتاب مطابق بشارات حضرت موسیٰ تین شخصون کے
آنے کے منتظر تھے۔ ایک ایلیا اور دوسرے مسیح اور تیسرے وہ نبی جس کو کہا گیا تھا کہ
موسیٰ کے مانند ہوگا اور حضرت یوحنا نے بھی انکے اس خیال کی تصدیق کی اور تینون
باتون کی اپنے سے نفی کردی کہ مین نہ ایلیا ہون اور نہ مسیح اور نہ وہ نبی۔

مسیح کے آنے کی پیشین گوئی حقیقۃً حضرت مسیح سے پوری ہوگئی جس کو ماننے
والون نے مانا اور نہ ماننے والون نے نہ مانا، باقی رہی اُس نبی کی پیشینگوئی جو حضرت
موسیٰ کے مانند ہوگا۔

کوہ فاران کی چوٹی سے اسلام کا نور طالع ہوا اور دنیا کی شتر سوار قوم یعنی عرب
بنی اسرائیل کے بھائیون یعنی اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل کی اولاد سے بانی اسلام حضرت
محمد مصطفےٰ صلعم کا ظہور ہوا،

قرآن مجید نے حضرت کے متعلق تمام ان اوصاف کو پورا کردیا جو حضرت موسیٰ نے
اپنے مانند نبی کے متعلق بیان کی تھین چنانچہ سب سے پہلے اُس نے یہ کیا کہ زیادہ تر

حضرت کو نبی ہی کی لفظ سے یاد کیا یہاں تک کہ جس طرح عیسیٰ کا لقب مسیح تھا اسی طرح
ہمارے نبی آخر الزمان کا گویا لقب ہی نبی تھا ملاحظہ ہو یا ایہا النبی انا ارسلناک
شاہدا و مبشرا و نذیرا ۔ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی ۔ یا
ایہا النبی قل لازواجک یا ایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین ۔
یوم لا یخزی اللہ النبی ۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک ۔
یا ایہا النبی اذا طلقتم النساء ۔ لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی
لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۔ ان ذلکم کان یؤذی النبی ۔ یا
ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک ۔ ما کان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ ۔ یا نساء
النبی لستن کاحد من النساء ۔ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ ۔ و
یستاذن فریق منہم النبی ۔ النبی اولی بالمؤمنین من انفسہم ۔ یا ایہا النبی اتق اللہ وغیرہ وغیرہ

اسکے بعد اُس نبی کا وصف یہ تھا " میں (خدا) اپنا کلام اُس کے مونھ میں ڈالونگا "
جس کے دوسرے معنی یہ ہوے کہ جو کچھ اُس کے منھ سے نکلیگا وہ خداوند عالم کی وحی ہوگی
اُس کو قرآن میں اس طرح ارشاد کیا کہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی
پھر دوسرا وصف " جو کچھ میں اُس سے فرماؤنگا وہ سب اُنسے کہیگا " جس کے معنی یہ ہوے
کہ اُسکی تبلیغ اور اسکی تعلیم امر خدا کے تحت میں ہوگی ، اُس کو لفظ بلفظ قرآن نے اس طرح
ارشاد کیا کہ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین ۔ تیسری بات " جو اُسکی
باتوں کو نہ سنیگا اُس سے مطالبہ کرونگا " اسکے متعلق صاف طور سے ارشاد کیا گیا ہے

ومن یکفر بہ فاولئک ھم الخاسرون ۔ والذین کفروا وکذبوا بآیاتنا اولئک

اصحاب النار ھم فیھا خالدون وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی بات "جو کوئی بات مین نے نہ کہی ہو وہ کہے تو قتل کیا جائیگا" اس معیار کے

متعلق صریحی طور سے ارشاد ہوا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ

بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین ۔ ان تمام اوصاف کو لفظ بلفظ قرآن مجید نے

جناب رسالتمآب کیلئے ثابت کرتے ہوے بلند آواز سے یہ اعلان کیا کہ انا ارسلنا

الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا "ہم نے تمھاری

طرف اپنا رسول تمھارے اوپر حاضر و ناظر بنا کر ویسا مبعوث کیا جیسا فرعون کی جانب

رسول (حضرت موسیٰ) کو مبعوث کیا تھا۔

اب توریت و انجیل کے مندرجہ بشارات اور قرآن کے اندر لفظ بلفظ مطابقت

ہوئی اور معلوم ہوا کہ جناب رسالتمآبؐ حضرت موسیٰ کے مثیل و شبیہ تھے اور اسکے امت

حضرت رسولؐ کو بھی امت حضرت موسیٰ سے شباہت حاصل ہی۔

(۴)

حضرت موسیٰ کی قوم مین ائمہ کا خدا کی طرف سے تقرر

جناب قدس الٰہی نے بہت واضح لفظون مین اس امر کو بیان فرمایا ہی کہ اس نے حضرت

موسیٰ کی قوم مین اپنی جانب سے امام مقرر فرمائے تھے ۔ ارشاد ہوتا ہی ولقد اتینا

موسی الکتاب فلا تکن فی مریۃ من لقائہ وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل

وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون ۔ ہم نے

موسیٰ کو کتاب عطا کی ہیں تم کو شک ہونا چاہیے اس میں اور ہم نے اس کتاب کو

ہدایت قرار دیا بنی اسرائیل کیلئے اور ہم نے ان میں کچھ ائمہ مقرر کئے جو ہمارے اوامر و احکام

کے تحت میں لوگوں کی ہدایت کریں جبکہ انھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر

یقین رکھتے تھے ۔

اس سے جسطرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنی جانب سے ائمہ مقرر فرمائے تھے اسیطرح

اُن ائمہ کی شان بھی معلوم ہو گئی کہ یھدون بامرنا یعنی انکے ہدایات و احکام سب کے

سب خدا کی مرضی اور اسکے احکام ہی کے تحت میں ہوتے ہیں اور ان سے غلطی جرم اور حکم

خداوندی کی نافرمانی کبھی نہیں ہوتی ۔

اور یہ نتیجہ ہے اسی درجہ پاک نفسی کا جس کا نام عصمت ہے ۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ

خداوند عالم نے جس طرح ائمہ کے تقرر کا اعلان فرمایا ہے اسی کے ساتھ ان کی عصمت کا

اظہار بھی فرما دیا ہے ۔

(۵)

قوم حضرت موسیٰ کی نقباء (سرداران) کی تعداد

ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی و
عزرتموھم واقرضتم اللہ قرضاً حسناً لاکفرن عنکم سیئاتکم ولادخلنکم
جنات تجری من تحتھا الانھار فمن کفر بعد ذالک منکم فقد ضل سواء
السبیل۔ "خداوند عالم نے بنی اسرائیل کا عہد و پیمان لیا اور ان میں سے بارہ نقیب
مقرر کئے اور خدا نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں تمہارے ساتھ حاضر و ناظر
ہوں اگر تم نے نماز کو قائم کیا اور زکوٰۃ دی اور میرے مقرر کردہ رسولوں پر ایمان لائے
اور ان کی تائید کی اور خدا کو تم نے قرض حسن دیا تو میں تمہارے گناہوں کا کفارہ
قبول کروں گا اور تم کو داخل کروں گا ان بہشتوں میں کہ جن کے نیچے سے نہریں بہتی
ہونگی لیکن جس نے انکار کیا وہ یقیناً راہ راست سے علیحدہ ہو گیا"۔

اس میں خداوند عالم نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ قوم موسیٰ میں نقباء کی
تعداد بارہ تھی اور یہ کہ بنی اسرائیل سے ان کے اتباع اور پیروی کا عہد لیا گیا اور
انکی تائید و تقویت پر جنت کا وعدہ اور مخالفت کی صورت میں ہلاکت کا پیغام دیا گیا ہے
اسکے ساتھ یہ بھی یاد رکھنے کے قابل بات ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے بنی اسرائیل
کے نقباء کی تعداد بارہ بتلا کر کسی خاص حقیقت کی طرف رہنمائی کی ہے توریت نے
صریحی طور پر اولاد حضرت اسمٰعیل میں بارہ ۱۲ امام ہونیکی خبر دی ہے۔ ملاحظہ ہو
سفر تکوین باب ۱۷ آیت ۲۰ ارشاد باری ہے حضرت ابراہیم سے،
"اور اسمٰعیل میں نے اسکے حق میں تیری بات سنی۔ دیکھ اب میں اسکو برکت دونگا

اور اُس کو بار آور کرونگا اور بہت افزائش دونگا اور اُس سے بارہ رئیس پیدا ہونگے اور میں اُس کو بڑی قوم بناؤنگا"

(۶)

حضرت موسیٰ کے جانشین اُنکے بھائی ہارون

اس امر کا قرآن مجید میں متعدد صورتوں سے تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے جانشین اور وزیر اُنکے بھائی ہارون تھے چنانچہ ارشاد ہوا - ولقد اٰتینا موسیٰ الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیرا "ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی اور اُن کے بھائی ہارون کو اُن کا وزیر منتخب کیا"

ایک موقع پر حضرت موسیٰ کی دعا اور اُسکی قبولیت کا تذکرہ فرمایا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا قال قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ "(موسیٰ نے) کہا کہ بار الٰہا میرے سینہ کو کشادہ فرما اور میرے معاملہ کو آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کو کھولدے کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں اور میرے لئے میرے گھرانے میں سے وزیر مقرر کر میرے بھائی ہارون کو اُسکے ذریعہ سے میری پشت مضبوط کر دے اور میرے کام میں اُسکو میرا شریک بنا تاکہ

ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں اور تیری یاد کریں تو تو ہمیشہ سے ہماری حالت
کا نگران رہا ہے۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ میں نے تمہاری خواہش کو قبول کیا۔"

اس میں صاف امت رسول اکرمؐ کو اس امر سے باخبر کیا گیا ہے کہ امت موسیٰ میں
جو موسیٰ کی قائم مقامی کیلئے تجویز ہوئے تھے وہ کوئی غیر نہیں موسیٰ کے بھائی تھے۔

(۷)

اس امت میں بھی رسول کے بعد کچھ خدا کی طرف سے منتخب شدہ ہیں

ارشاد ہوتا ہے والذی اوحینا الیک من الکتاب ھو الحق مصدقا لما
بین یدیہ ان اللہ بعبادہ لخبیر بصیر ثم اورثنا الکتاب الذین
اصطفینا من عبادنا "یہ جو ہم نے تمہاری طرف کتاب بطور وحی اتاری ہے یہ تو
اپنے پیش رو کتب کی تصدیق کرنے والی ہے، بیشک خدا اپنے بندوں کے حالات سے باخبر اور
نگران ہے۔ پھر اسکے بعد ہم نے اس کتاب کا وارث قرار دیا ہے ان لوگوں کو جنہیں ہم نے اپنے
بندوں میں سے منتخب کیا ہے۔"

یہ اصطفا وہی ہے جو ہمیشہ خدا کی جانب سے مقرر شدہ منصب کا پتہ دیتا رہا ان
اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراہیم وآل عمران علی العالمین الحمد للہ
وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن
الناس۔ یہی اصطفا وہ ہے جو رسالتمآب کے اوصاف کا جوہر بنکر حضرت کے القاب میں

"محمد المصطفےٰ" کے گرانقدر عنوان سے نمایاں نظر آرہا ہے، وہ خدائی انتخاب ہے اور اُس کا
اُمت رسول میں پتہ دیا گیا ہے کچھ محدود افراد کے متعلق اور معلوم ہوتا ہے کہ اُنہی کو قرآن مجید کا
وارث یعنی اُسکی تبلیغ و تعلیم تفسیر و تاویل کا ذمہ دار اور حقیقی حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(۸)

سلسلۂ انتخاب میں ذریت کا استحقاق

اور

نوح و ابراہیم کی نظیر

جناب قدس الٰہی نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا ہے والذین امنوا واتبعتھم
ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم "جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اُنکی ذریت بھی
اُنکے نقش قدم پہ چلتی ہے تو ہم اُن کے مراتب و مدارج میں اُنکی ذریت کو شریک قرار دیتے ہیں"
ایمان و معرفت باری کے مدارج و مراتب ہیں اور ہر ایک کے کچھ خصوصیات و نتائج
ہیں اور بلند ترین درجہ نبی و رسول کا ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں اُس کو منجانب حضرت
احدیت پیشوائی خلق حاصل ہوتی ہے اور اسی پیشوائی خلق کا کسی دوسرے کی طرف منتقل
ہونا وصایت و خلافت اور جانشینی و امامت ہے، بیشک آیت کا تقاضا ہے کہ کسی نبی و
رسول و پیشوائے خلق کے بعد درصورتیکہ اُسکی ذریت اُسکے نقش قدم پر چلنے والی اور متبع
و مومن ہو تو اُسکی جانشینی و قائم مقامی کا استحقاق اغیار کی بہ نسبت اُسکی ذریت کو

حاصل ہوگا۔ نظام مقررہ الٰہی یہی ہے اور سنت مستمرہ ربانی اسی کی مقتضی ہے ولن
تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا۔ اسکی نظیر کو بھی ختم
احدیت عز اسمہ نے امت رسالتمآب کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ولقد
ارسلنا نوحا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب "ہم نے نوح اور
ابراہیم کو بھیجا اور (انکے بعد) انکی ذریت مین نبوت وکتاب کو باقی رکھا"۔
اس سے صاف ظاہر ہوا کہ نوح و ابراہیم کی جانشینی انکے بعد انکی ذریت کو عطا کی گئی
وہ بحیثیت نبوت تھی اسلئے کہ نوح و ابراہیم پر نبوت کا خاتمہ نہوا تھا، اب اگر ختم نبوت
کی بنا پر نبوت نہین تو کتاب تو باقی ہے جسکی وراثت کے انتخاب کا خدا نے اورثنا
الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کہکے اظہار فرمایا ہے۔ اس غرض سے جانشینی
کیلئے ذریت کا استحقاق فراموش ہونیکے قابل نہین ہے۔

(۹)

ہر زمانہ کے لوگون کیلئے امام ہے

جناب احدیت نے ارشاد فرمایا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم "روز
جب ہم ہر زمانہ کے لوگون کو ان کے امام کیساتھ بلائینگے"۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ
ہر زمانہ کے لوگون کیلئے کوئی امام ہے اور امام کے ساتھ بلانے کی غرض ان لوگون کے
سوائے اسکے کوئی نہین جسکا خداوند عالم نے کچھ اشخاص سے خطاب کرکے اظہار فرمایا ہے

کر جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا "ہم نے تم کو امت وسط یعنی اپنے اخلاق واوصاف میں حد اعتدال پر قائم رہنے والی جماعت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ ہو اور رسول تم سب کے اوپر گواہ"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اشخاص جو لوگوں کے ساتھ بلائے جائینگے وہ ہیں جو رسول کے ماتحت اور تمام امت کے رئیس و حاکم ہیں اور انہی کو امام کہا جا سکتا ہے۔

انہی کی بیعت اور اتباع کا ہر زمانہ والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین "خدا سے تقوی اختیار کرو اور صادقین کے ساتھ رہو"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں ایسا وجود ہے کہ جو صدق فی القول والعمل کیساتھ جو حقیقی معنی میں عصمت کے مرادف ہے متصف ہو۔

اسی کے ساتھ حجت خدا تمام ہوتی ہے اور یہی حقیقی رہنمائے امت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے انما انت منذر ولکل قوم ھاد "تم (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والے (پیغمبر) ہو اور نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنما ہے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نسل انسانی کے ہر طبقہ کیلئے ایک رہنمائے حقیقی کا وجود یقینی ہے

ع اسکے حقیقی معنی سوائے "معصوم" کے اور کچھ نہیں ہو سکتے۔

(۱۰)

جو چیز ہو اور آنکھون سے دکھلائی نہ دے وہی غیب ہے

اس مین کوئی شبہہ نہین کہ غائب کے معنی معدوم کے نہین مین اور نہ غائب وہ ہی
جو آنکھون کے سامنے موجود ہو بلکہ غائب وہ ہی کہ جو موجود ہو لیکن آنکھون سے اوجھل ہو
سابقہ بیانات سے ہر زمانہ مین ایک منتخب شدہ امام خلق حجت خدا رہنمائے حقیقی
مطلق یعنی معصوم کا وجود ثابت ہو گیا اور معلوم ہوا کہ وہ نسل انسانی کے ہر دور مین
موجود ضرور ہی۔ اسکے ساتھ ہم اگر آنکھین کھول کر مشاہدہ کرین، جستجو کرین اور ڈھونڈھین
لیکن اُس کا سراغ نہ ملے، آنکھون سے دکھلائی نہ دے، اُس کا مشاہدہ نہ ہو تو اسکے
معنی یہی ہونگے کہ وہ غائب ہے اور پردۂ قدرت مین مستور۔ انما الغیب للہ فانتظروا
انی معکم من المنتظرین۔ غیب کا تعلق خدا سے ہی، اسکے انتظار کی ضرورت ہی۔

(۱۱)

غیب کی کچھ نہ کچھ حقیقت ہی

اور

اُس پر ایمان ضروری ہی

اسکے ساتھ جب ہم قرآن مجید کا مشاہدہ کرتے ہین تو اُس مین بہت نمایان

الفاظ مین نظر آتا ہی کہ ھدی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون اولٰئک علی ھدی من ربھم واولٰئک ھم المفلحون۔

"وہ ہدایت ہی خدا کا خوف رکھنے والون کیلئے جو غیب پر ایمان لائے ہوئے ہین اور نماز پڑھتے ہین اور ہمارے دئے ہوئے رزق سے خیرات دیتے ہین اور جو ایمان لائے ہین تمھارے اوپر نازل شدہ شریعت پر اور اُس شریعت پر جو تمھارے قبل نازل ہوئی تھی اور آخرت کا یقین رکھتے ہین۔ یہی لوگ اپنے رب کی جانب سے ہدایت پر ہین اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہین۔"

تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایمان باللہ (جو تقوے کے اندر آگیا) ایمان بالیوم الآخر (جو آخر مین مذکور ہی) ایمان بما انزل علی النبی اس سب کے علاوہ غیب کوئی چیز ہی جس پر اعتقاد معیار تقویٰ وایمان ہی اور اُس پر ہدایت وفلاح کا انحصار ہی۔

(۱۲)

مذکورہ بالا نظائر وتعلیمات کو سامنے رکھکر جب ہم رسالتمآب صلعم کے بعد فرق اسلام کے آراء وخیالات کا جائزہ لیتے ہین اور تلاش کرتے ہین ایک ایسی جماعت کو جس کے عقیدہ مین (۱) امت رسالتمآب صلعم مین (مثل امت موسیٰ) ائمہ خدا کی طرف سے مقرر کردہ ہون۔ (۲) اُنکی تعداد (مطابق تعداد نقبائے بنی اسرائیل) بارہ ہو۔

(۳) رسولؐ کا وصی وجانشین (مثل جانشین حضرت موسیٰ) اُن کا بھائی ہو (۴) سلسلۂ
امامت وجانشینی رسالتمآبؐ اور اُنکے بھائی کے بعد اُنھی کی ذریت (اولاد) میں یکے بعد
دیگرے قائم رہے (۵) یہ ائمہ (مثل ائمہ مقرر شدہ بنی اسرائیل) غلطی اور نافرمانی
سے مبرا حقیقی معنی میں یھدون بامرنا کے مصداق ہوں اور وہ وارث کتاب ہوں
باین معنی کہ قرآن کی حقیقی تاویل وتفسیر کا علم اُن سے مخصوص ہو اور وہ لن یفترقا
حتی یردا علی الحوض کے بموجب قرآن کے ساتھ انتہائی ارتباط واختصاص رکھتے
ہوں (۶) ہر زمانہ میں ائمہ معصومین میں سے ایک کا وجود ضروری ہو اور ہر عہد میں ایک ایسا
باقی رہے جو امام خلق اور شہید علی الناس اور صادق مطلق اور ہادی حقیقی سمجھا جاسکے
(۷) اُن میں سے آخری فرد کا وجود ہو لیکن پردۂ غیبت میں مستور اور اُس پر ایمان لانا
ایمان بالغیب کے تحت میں ضروری ہو لہٰذا جب ہم تلاش کرتے ہیں تو یہ تمام امور سوائے
فرقۂ شیعہ کے کسی اسلامی فرقہ کے تعلیمات میں نظر نہیں آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید
کے مذکورۂ بالا نظائر وتعلیمات سوائے امامت ائمہ اثنا عشر کے جن کا شیعۂ امامیہ اثنا
عشریہ اعتقاد رکھتے ہیں کسی پر منطبق نہیں ہوسکتے.

واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

علی نقی النقوی عفی عنہ (لکھنؤ)

۲۷ صفر سنہ ۱۳۵۲ھ